آخری قسط

مولانا حذیفہ وستانوی *

مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل

(۱۱) مطالعہ کا فقدان: مطالعہ نام کی کوئی چیز طلبہ میں باقی نہیں رہی، کیا بغیر مطالعہ کے علم کبھی کسی کو آیا ہے؟ ہمارے اسلاف مطالعہ کے لیے دن رات ایک کر دیتے تھے۔ ذرا ان کی زندگیاں پڑھو، مرنے کے بعد جنت میں بھی مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں!!

(۱۲) کھیل کود سے دلچسپی: اسکولوں اور کالجوں والوں نے تو کھیل کود تعلیم کا حصہ بنا لیا جو سنگین غلطی ہے، مگر ہمارے طلبہ بھی اچھا خاصا وقت کرکٹ وغیرہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کھیلنے کودنے سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۳) موبائل سے انہماک: موبائل کے نقصانات نفع سے زیادہ ہے۔ خاص طور پر طالب علم کے لیے سمِ قاتل ہے، اس میں وقت کا ضیاع خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق ہے۔ اللھم احفظ!

(۱۴) اساتذہ کی غیبت: طلبہ میں ایک مرض یہ بھی سرایت کر گیا ہے کہ وہ اساتذہ کے طریقہ تدریس پر تبصرے کرتے ہیں جب کہ یہ سراسر بے ادبی ہے، کیوں کہ اللہ کی طرف سے ہر ایک کو افہام و تفہیم ایک جیسی نہیں دی جاتی ہے، لہٰذا صرف اساتذہ کے درس کے سننے پر اکتفار کرے اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو حاشیے سے حل کرے، ورنہ چھوڑ دے، انشاء اللہ اس ادب پر ہی اللہ علم میں برکت دے دے گا۔

(۱۵) مفسد ذہنیت: جنگ وجدال اور گالی گلوچ کی عادت بھی ہمارے طلبہ میں ایک معمول بننے لگی ہے حالاں کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں؛ لہٰذا اپنے اوپر عائد حقوق کو ادا کریں اور دوسروں پر عائد اپنے حقوق میں نرمی یا درگذر سے کام لیں تو یہ بھی علم میں ترقی کا باعث ہوگا؛ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا؟

(۱۶) طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانا: طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانے کا رواج عام ہو چلا ہے، حالاں کہ بازار برائیوں کا اڈہ ہے۔ جسکے چکر کاٹنے سے بری عادات پیدا ہوتی ہیں کیا بازاروں میں چکر کاٹنے والوں کے علم میں ترقی ہوسکتی ہے؟

---

* جامعہ اکل کوا، ہندوستان

(۱۷) بروں کی صحبت: بری عادات کے حامل لوگوں کی صحبت بھی انسان کے ترقی اور استعداد کی پختگی میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے، مگر ہمارے طلبہ بروں کے ساتھ رہنے کو ہی پسند کرتے ہیں۔

(۱۸) تکبر: متکبر ذہنیت کا طالب علم کبھی سرخرو نہیں ہوسکتا۔ علم کے لیے تواضع لازمی ہے، مگر آج تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو علم کا نور حاصل ہوسکتا ہے؟

(۱۹) انتظامیہ سے گلہ: کھانے پینے، رہنے سہنے کے سلسلے میں آج کل ہمارے طلبہ میں بڑے نازو نکھرے آگئے ہیں، اور اس سلسلہ میں اکثر انتظامیہ کی غیبت اور اس کو برا بھلا کہنا اور ان کے ساتھ بدتمیزی کرنا گویا عام سی بات ہوگئی؛ حالاں کہ یہ سب تبرعات ہے ہمارے اسلاف نے اپنا مال اپنی جان، اپنا وقت، اپنا سب کچھ کھپا کر علم حاصل کیا؛ ان کے لیے نہ رہنے کے انتظامات تھے، نہ کھانے کے، مگر پھر بھی محنت کرتے اور سب انتظامات خود سے کرتے تھے؛ لہٰذا علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنا ہوتو یہ سب نازونکھرے چھوڑنے ہوں گے اور تن من دھن کی بازی لگانی ہوگی، تب جاکر استعداد پیدا ہوسکتی ہے۔

(۲۰) سہولت پسندی: آج کل طلبہ کی طبیعتیں سہولت پسندی کا شکار ہوچکی ہے؛ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ علم بھی سہولتوں سے حاصل ہو جاتا ہے......

ع ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

مجاہدانہ روش کرکے ہی استعداد پیدا ہوگی۔

(۲۱) طلبہ اپنی ذہنی وجسمانی صحت کا خیال نہیں کرتے

جو آیا کھا لیا، جب جی میں آیا سو گئے، جو دل میں آیا فحش تصاویر اور ویڈیو دیکھ لیا، یہ سب امور ذہن اور جسم پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں اور ظاہر ہے جب ذہن اور جسم صحت مند نہ ہوں گے تو علم کے حصول میں جی نہیں لگے گا اور استعداد پیدا نہ ہوگی۔

(۲۲) زیب وزینت کے عادی

آج کل ہمارے طلبہ زیب وزینت کے بڑے عادی ہوتے چلے جارہے ہیں۔ رنگ برنگی کی ٹوپی، کرتا پاجامہ، مختلف نسوانی ڈیزائن کے کپڑے، پینٹ، ٹائی، بے ڈھنگی ڈیزائن اور فیشن زدہ بال۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس طرح طالب علم میں استعداد کیسے پیدا ہوگی؟ جب اس کو ان کاموں ہی سے فرصت نہیں۔ طبیعت میں سادگی اور نظافت ہونی چاہیے۔ تکلفات سے ہمارے اسلاف کی زندگیاں عاری ہیں۔

(۲۳) دعاء اور تلاوت سے غفلت

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل طلبہ و علماء میں قرآن جیسی عظیم کتاب کی تلاوت اور دعاء جیسی عظیم عبادت سے غفلت برتی جارہی ہے حالاں کہ دعاء اور قرآن یہ ہماری ترقی میں اور خاص طور پر روحانی اور علمی ترقی میں انتہائی کارآمد ہے، مگر اس جانب توجہ نہیں دی جاتی ہے۔

طلبہ کو صبح سویرے جلدی بیدار ہوکر تہجد کے ساتھ اور مغرب سے پندرہ منٹ پہلے مسجد میں آکر اہتمام کے ساتھ دعاء و تلاوت میں مشغول ہوجانا چاہیے۔ اور ہر نماز سے دس پندرہ منٹ پہلے مسجد میں حاضر ہوکر قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوجانا چاہیے۔

دعاء اور قرآن کے روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار مادی اور جسمانی فوائد بھی ہیں۔ جس کو آج کی سائنس نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔ یہ صرف دعاء و قرآن کا ہی امتیاز نہیں بلکہ اسلامی تمام عبادتوں اور ریاضتوں کا یہی حال ہے کہ ہر ایک میں روحانی، مادی اور جسمانی بے شمار فوائد مضمر ہوا کرتے ہیں۔ آج کے علوم تجربیہ نے تمام اسلامی عقائد اور عبادات واحکام کے منافع کو تجربے کی روشنی میں ثابت کردیا ہے۔ اگرچہ ہمارے پیشِ نظر صرف اور صرف رضائے الٰہی اور آخرت ہی کی کامیابی ہونی چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ نیت میں عدم اخلاص، علم کے مفہوم سے ناواقفیت علم کے مطابق عمل کا نہ ہونا، محنت سے فرار، بداخلاقی اور بے ادبی، اسلامی فرائض واجبات، سنن اور مستحبات سے عدم دلچسپی، وقت کا ضیاع، بے توجہی، غفلت اور سستی حقوق میں کوتاہی، مطالعہ سے دوری، لہو و لعب میں انہماک، موبائل سے دلچسپی، اساتذہ کی غیبت و بے ادبی، فسادانہ ذہنیت، شکوہ و شکایت کی عادت، بازاروں کے چکر، دوستی اور یاری، تکبر و عناد، سہولت پسندی اور راحت طلبی، زیب و زینت کی عادت، صحت کا خیال نہ کرنا، تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہ کرنا وغیرہ۔ یہ وہ اسباب ہیں جس کے بنا پر ہمارے مدارس کے طلبہ سے وہ نتائج برآمد نہیں ہورہے ہیں جس کی توقع کی جاتی ہے۔

اخیر میں طلبہ عزیز سے لجاجت کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے والدین، اپنے ادارے کے انتظامیہ، اپنے اساتذہ کی محنت اور امید پر پانی نہ پھیرتے ہوئے اور ان کی محنتوں کو رائیگاں نہ کرتے ہوئے، پورے انہاک کے ساتھ علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنے کے اسباب اختیار کرکے تن من دھن کے ساتھ علم کے حصول میں لگ جائیں اور اپنا اور پوری امت کا مستقبل روشن کرنے کی سعی کریں۔

اللہ ہماری مدد فرمائے، ہمیں توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں سرخرو فرماکر ہم سے راضی ہوجائے۔ آمین!